تفسير احمد

سُورَةُ النَّازِعَاتِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «النازعات» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانى»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة النازعات

پارہ 30

یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور (۴۶) آیتوں پرمشتمل ہے

وجه تسمیه :

اس سورت کا آغاز رب تعالی کا (النازعات) پرقسم کھانے سے ہواہے، جس سے مراد بنی آدم کی ارواح قبض کرنے والے فرشتے هیں، جس کی مناسبت سے سورت کا نام "النازعات" رکھا گیاهے .

اس سورت کا دوسرا نام " الساهره" یعنی (محشرکی زمین) هے، جس کا بیان آیت "14" میں آیاهے .

سورة النازعات کا سورة النبأ کے ساتھ ربط ومناسبت:

الف : دونوں سورتوں کا موضوع اور محور ایک جیساهے، دونوں میں قیامت اور اس کے حالات، اور متقیوں کے اعمال اور مجرموں کی باری تعالٰی کی بارگاہ میں واپسی کے بارے میں بحث هوئی هے۔

ب : نیز، دونوں سورتوں کا آغاز اور اختتام ایک مشترکه موضوع کو بیان کرتاهے۔

سورة النازعات کی آیات ، حروف اور الفاظ کی تعداد:

سورة النازعات مکی سوتوں میں سے ہے، اس سورت کو" ساہرہ" بھی کہاجاتاہے۔

یه سورة النبأ کے بعد اور سورة الانشقاق سے پھلے نازل ہوئی ہے .

سخاوی رحمہ الله اس سورت کے متعلق کہتے ہیں: یه سوره بعد از سوره "نبأ" اور سوره "انشقاق" سے پھلےنازل ہوئی هے۔

اس سورت کے دو (۲) رکوع، (۴۶) آیتیں ، (۱۸۱) الفاظ، (۷۹۱) حروف ، اور (۳۴۰) نقطے ہیں۔

(یه بات ذکر کرنا لازم هے که علماء کے اقوال سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں مختلف هیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے سوره "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

اسباب نزول

آیت "12" کا سبب نزول:

سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا هے: جب رب تعالی نے (يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ۝۱۰) آیت "10" نازل فرمائی تو کفار قریش نے کہا: اگر مرنے کی بعد دوبارہ زندہ هوگئے تو هم سراسر خسارے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

ھونگے ، ان کے اس قول کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: (قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲)

اسباب نزول آیت "42 تا 44:

حاکم اورابن جیریر حضرت عائشه رضی الله عنها سے روایت کرتےہیں که پیارے رسول صلی الله علیه وسلم سے قیامت کی بارے میں کافی زیادہ سوال کیا جاتا تها ، تب الله تعالی نے یه آیات نازل فرمائیں : (يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝۴۲) (42) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝۴۳) (43) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝۴۴) (44) اس کے بعد ان کے سوالات کا خاتمه هوا۔

ابن ابی حاتم جوییر کے توسط سے ضحاک اور ابن عباس رضی الله عنهم سے روایت کرتے هیں کہ مکے کے مشرکین نبی کریم صلی الله علیه وسلم سے استهزاء اور تمسخر کے طور پر پوچھتے تھے که قیامت کب قائم هوگی ؟ پهر آیت (يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ) سےسورت کے آخرتک آیات نازل هوئیں۔

طبرانی اورابن جریر طارق بن شهاب سے روایت کرتے هیں : رسول صلی الله علیه وسلم قیامت کو بهت یاد کرتے تهے، یهاں تک که یه آیت نازل هوئی، (فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا) نیز ابن ابی حاتم نے عروۃ سے اسی طرح روایت کیاھے۔

سورت کاتعارف

جیساکه هم نے اوپر ذکرکیا کہ سوره "نازعات" مکه میں نازل هوئی هے، اور دیگر مکی سورتوں کی طرح یه بهی اعتقاد کے اصولوں، الله تعالی کی وحدانیت ، رسول اور پیغمبر، حشر اور جزا سے متعلق هے ۔

اس سورت میں جن مضامین اوراموز پر بحث کی گئی هے وہ قیامت سے متعلق امور پرمشتمل هیں۔

موت کے بعد کی زندگی اور اس کے مسائل کو مضبوط اور ناقابل تردید دلائل کو موضوع بحث بنایا گیاھے ۔

اسی طرح اس سورت میں:

(1) موکد قسمیں جو قیامت سے متعلق هیں، اوراس عظیم دن کے واقع هونےکی تاکید کرتی هیں، جیساکه هم نے کها، اس سوره شریفه کا نیک فطرت فرشتوں پرقسم کهانے سے آغاز کیاگیاھے، ایسے فرشتے جو مؤمنوں کی جانوں کو نرمی اور لطافت کے ساتھ قبض کرتے هیں، جبکہ مجرموں کے روحوں کو سختی اورشدت کے ساتھ کهینچتے هیں، نیز ان فرشتوں کی قسم کهاتاھے جو الله تعالی کے حکم پر مخلوق کے معاملات کی دیکھ بال کرتے هیں، (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

(2) اس سورت میں اس دن کے ہولناک مناظر کے کچھ حصے بیان کیے گئے ھیں ۔

(3) اس سورت میں حضرت موسی علیه السّلام اور سرکش فرعون کے واقعے کی طرف مختصر اشارہ ھواھے، جو پیغمبر صلی الله علیه وسلم اور مؤمنین کیلئے تسلی کا باعث، جبکہ دھمکی ھے سرکش مشرکوں کیلئے ، اور اس بات کی طرف اشارہ ھے که قیامت کا انکار انسان کو کیسے کیسے گناھوں میں مبتلا کردیتاھے ۔

(4) اس سورت میں خدا تعالی کی قدرت کے مظاھر اور مثالیں جو آسمان وزمین میں ھیں شمارکی گئی ہیں، جو قیامت اور زندگی پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زنده ھونے پردلیل ہیں۔

(5) اس دن کےھولناک واقعات کے ایک اورحصے کی تفصیل ،سرکشوں کے انجام ، نیک لوگوں کیلئے اچھے بدلے اور اجرکا تذکره ۔

(6) خلاصہ کلام یہ کہ اس سورت میں اس حقیقت پر زور دیاگیاھے که اگرچہ کسی کوبھی قیامت کے وقوع ہونے کے وقت کی خبر نہیں ھے، لیکن یہ تسلیم شده بات ھے که قریب ھے ۔

سب سے اھم اور فهم وادراک کو بیدار کرنے والا نکته اس سورت میں جس کی تاکید کی گئ ھے وه یه ھے که قیامت پر یقین رکھنا چاھیئے اور اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے، اور اس کیلئے اس دنیا میں کچھ کام کرنا چاھیئے ،اور قیامت پر ایمان نه رکھنے والے شخص کی ضد وعناد پرتوجه نہیں کر نی چاھیئے ، اس لئے کہ اس کی ضدتکذیب اورعناد کی وجه سے ھے، جب وه اس حالت کو پهنچاھے تو اس کو جواب دینا عبث کام ھے، اور رب تعالی جو که سب سے اعلی وبهترین فیصله کرنے والاھے ایسے عبث کام کو انجام دینے سے پاک و منزه ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سُورة النازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ
وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَ اِذَا كُنَّا
عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا
هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَاَهْدِيَكَ
اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝۱۹ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝۲۰ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝۲۱ ثُمَّ اَدْبَرَ
يَسْعٰى ۝۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۲۶ ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۝
بَنٰىهَا ۝۲۷ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝۲۸ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝۲۹ وَالْاَرْضَ
بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝۳۰ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝۳۱ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝۳۲ مَتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝۳۳ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝۳۴ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا
سَعٰى ۝۳۵ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝۳۶ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ
الْهَوٰى ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۴۱ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝۴۲
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝۴۳ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝۴۴ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝۴۵
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝۴۶

سورت کا لفظی ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مہربان نہایت رحم والاھے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱	قسم ھے ان فرشتوں کی جو (کافر) بندوں کی ارواح سختی کے ساتھ کھینچنے والے ھیں (۱)
وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲	قسم ھے ان فرشتون کی جو (مؤمن) بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کھینچنے والے ھیں (۲)
وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳	قسم ھے تیرنے والے فرشتوں کی جو تیرتے ھیں (۳)
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(4)

(c) ketabton.com: The Digital Library

قسم ھے ان فرشتوں کے جو تمام امور کی تدبیر کرتے ھیں(5)	فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۵
جس دن کانپے گی کانپنے والی (6)	یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۶

یعنی : اس دن زلزله وقوع پذیر هوگا.

اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (7)	تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۷

پهلے زلزله کے پیچھے دوسرا زلزله آیئگا، که سارے مردے زنده هوجائیں گے اورقیامت ومحشرکا آغاز هوگا، اورهمیشه رهنے والی زندگی شروع هوجائے گی.

کتنے دل اس دن دھڑکتے اور پریشان هونگے (8)	قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۸
ان کی آنکھیں جھکی هوئی هونگی (9)	اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹
کهتے هیں: کیا هم دوباره زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے(10)	يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۱۰
کیا جب هم هوچکے ہوں گے بوسیده هڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟)(11)	ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۱۱
کہتے ہیں: یه تو پھر سے آناهوگا نقصان کا (12)	قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۱۲
سوائےاس کے نهیں وه تو ایک اونچی آواز هے (13)	فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۱۳ [۷۹:۱۳]

(ان کا پلٹنا کوئی مشکل کام نهیں هے) وه توصرف صور میں پھونکنے کی آواز أٹھے گی، اور ان کی واپسی انجام پائے گی .

پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع هونگے(14)	فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۱۴
کیا پهنچي هے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (15)	هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۱۵
جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)	اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۱۶
(رب نے کها) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی هے (17)	اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۱۷

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ١٨	کهدو: کیا تو چاهتاهے جس چیزپر تم هو اس سے نجات پاکر پاک هوجاو (18)
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ١٩	اور تجھ کو تیرے رب کے طرف راہ بتلاؤں تاکہ تجھے ڈر ہو (19)
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ٢٠	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (20)
فَكَذَّبَ وَعَصٰى ٢١	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (٢١)
ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ٢٢	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا ھوا (22)
فَحَشَرَ فَنَادٰى ٢٣	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا
فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ٢٤	پھرکھا: میں ھوں رب تمھارا سب سے اونچا (٢٤)
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ٢٥	پھر اسے اللہ نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ٢٦	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت ھے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے (26)
ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ٢٧	تمھارا بنانا مشکل ھے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ٢٨	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ٢٩	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ٣٠	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (٣٠)
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ٣١	باھرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (٣١)
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ٣٢	اورپھاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (٣٢)
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ٣٣	تمہارے اورتمھارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (٣٣)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(ھم نے ان سب کو ترتیب دیاھے، اور ان کوفرمانبردار بنایاھے)

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾	جب آئے وہ بڑے حادثے کا دن (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت) (٣٤)
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (٣٥)
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾	اور دوزخ ظاھر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (٣٦)
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ھوگی (٣٧)
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾	اور دنیاکی زندگی کو ترجیح دی ھو (٣٨)
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾	توپھر دوزخ اس کا ٹھکانہ ھے (٣٩)
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾	اور جو کوئی ڈرا ھو اپنے رب کے سامنے کھڑے ھونے سے اور روکاھو اپنے نفس کو خواھشات سے (٤٠)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾	یقینا بھشت ھی اس کا ٹھکانہ ھے (٤١)
يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ھیں کب واقع ھوگی (٤٢)
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾	تجھ کو کیا خبر اس سے؟ (٤٣)
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾	قیامت کے واقع ھونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (٤٤)
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (٤٥)
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نہیں ٹھھرے تھے (دنیامیں) (٤٦)

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة النازعات کی تفسیر

محترم قارئین:
آیات مبارکه "1 تا 14" الله تعالٰی کی مخلوقات پر پے در پے قسموں کے بارے میں آخرت میں زنده هونے کے ثبوت کیلئے ہے، اسی طرح مشرکین کے احوال اور ان کے انکارکو رد کرنے پر بحث کی گئی هی -

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ(۱)	قسم هے ان فرشتوں کی جو بندوں کی روح کهینچنے والے هیں سختی کے ساتھ ان کےاجساد سے(۱)

یا قسم هے ان کی چاہے کوئی بھی مراد ہو جو ارواح کوسختی کے ساتھ کھینچتے هیں -
النازعات: باهرکهینچنے والے ، باہرنکالنے کے معنی کے لیے یہ پانچوں لفظ مستعمل ہیں-
نازعات ، ناشطات ، سابحات ، سابقات، مُدبّرات (تفسیر کبیر)
ان سے: فرشتے بهی مرادہیں ، اور آسمان کے ستارے، مجاهدین کے گهوڑے، انسانوں کی ارواح، غازی اورمجاہدین بهی اورانسانی دل بهی مراد لیا گیا ہے اور کبهی ان سب کے مجموعے کیلئے بهی ان کو استعمال کیا گیاہے-
البتہ اکثر مفسرین نے ستارے اور فرشتے مراد لیے هیں، اس میں بهترین رائے "تفسیر المنتخب " کی هے، اس میں سب کا نچوڑ اور خلاصہ آ گیاهے(تفسیر نور) -
"نازعات" نازعه کی جمع هے ، اور نزع کے مادے سے هے، "نزع" یعنی : کسی چیزکو دوسری چیز سے یا کسی جگه سے سختی کے ساتھ اکهاڑنا، جبکه دوچیزیں یا کئی چیزیں ایک دوسرے سے چپکی هوئی هوں اور ان کا پیوند مضبوط هو، جن کو الگ کرنے کیلئے بهت زیاده طاقت اور قوت کی ضرورت هوتی هے، اس سے مراد فرشتوں کی جماعت هے، دوسرے لفظوں میں "نزع" کا مطلب هے روح کو جسم سے نکال دینا، اسےکنویں سے نکالنےسےتشبیه دی گئی هے؛ لهذا جوشخص جان کنی کی حالت میں هو اسے کهاجاتاهےکه حالت نزع میں هے-
"النازعات" وه فرشته جو کافروں کے جسم سے روحیں شدّت اورسختی کے ساتھ کهینچتا هے، اورپکارتاهے : (اُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ) (ابن ماجه : 4262) حکم البانی : صحیح، "أخرجی الی غضب الله" (صحیح ابن حبان:

(c) ketabton.com: The Digital Library

(3014) حکم الباني : صحيح."اے خبيث روح جو بدکار انسان کے جسم ميں هو خدا کے عذاب اور غضب کی طرف بڑھو"
اور يه پکار انسان کی روح کو بهت هی بُرا چهبتاهے، جيسے روئی سے کانٹا نکالنا، خبيث اور بدکار انسانوں کی روح کا جسم سے باهر نکلنا بهت سخت هے، اور فرشتے اس کام کو سختی کے ساتھ انجام ديتے هيں .
غرقًا: اس کا معنی هے مکمل طورپر غرق هونا ،ڈوب جانا، گهرائی ميں اترنا

وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ﴿۲﴾	قسم هے ان فرشتوں کی جو (مؤمن بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کهينچنے والے هيں (۲)

قسم هے ان چيزوں کی (جنهيں ايسی طاقت دی گئ هے که جس سے اشياء کو اپنی) جگهوں اور مقامات سے تند ہی اور مهارت کے ساتھ باهرنکالتے هيں۔
"النَّاشِطَاتِ" : وه جو کام کو سکون واطمينان کی ساتھ ليکن بڑی مهارت اور تيزی کے ساتھ انجام ديتے هيں (تفسير نور)۔
ايسے فرشتے هيں جو قوت اورتيزی کے ساتھ جانوں کو نکال ليتے هيں، يا "ناشطات" ايسے فرشتے هيں جو مؤمنين کی روحيں بشارت اور نرمی کے ساتھ نکالتے اور کهتے هيں: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، اخْرُجِي إِلَى رِضْوَانِ اللَّـهِ": "اے پاک روح جو مؤمن انسانوں کے جسم ميں هو، الله کی جنت کی طرف حرکت کرو". (ابن ماجه: [4262] حکم آلبانی: صحيح، الزهد هناد بن سری کوفی: [339] حکم سند: صحيح)
يا پهر "نشط" مؤمنين کی ارواح کيلئے اور "نزع" کفار کی ارواح کيلئے هے۔
تفسيرکابلی کے مفسر اپنی تفسير ميں اس آيت مبارکه کے تحت لکهتےهيں: ان فرشتوں کی قسم جو مؤمنوں کی روحوں کو جسم کی غلامی سے آزاد کرتے هيں، اس وقت ان کی روحيں عالم قدس کے شوق ميں اتنی خوشی سے اُڑيں گی که گويا که قيدی جيل سے رها هوجائے، جبکه بدکاروں اور ظالموں کی روحيں اس خوشی اورسعادت سےمحروم هيں، اور فرشتے اسے گهسيٹ کر لےجاتے هيں ، يه نهيں بهولنا چاهئيے که يه روح کے متعلق هےنه که جسم کے۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ﴿۳﴾	قسم هے تيرنے والے فرشتوں کی جو تيرتے هيں(۳)

يعنی قسم هے ان سب چيزوں کی ايسی تيزرفتاری ان کو دی گئی هے جس کی روشنی ميں وه اپنی ذمه داوريوں کو بهت تيزی سے اور آسانی کے ساتھ انجام ديتے ہيں۔
"وَّالسّٰبِحٰتِ" وه فرشتے جو الله تعالٰی کا حکم سنتے هيں، مفسرين نے اس لفظ کے بارے ميں درج ذيل نظريات اور تشريحات لکهی هيں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

(1) وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر اور احکام سنتے اور پیروی کرتے ھیں.
(2) وہ فرشتے جو ھروقت اللہ کی تسبیح اور ذکر میں مشغول رھتے ھیں.
(3) وہ فرشتے جو وحی نازل کرتے ھیں ، جیسے: جبرئیل علیه السلام

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا﴿۴﴾	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(۴)

قسم ھے ایسے فرشتوں کی جو اللہ کے احکام بجالانے میں دوسرے فرشتوں پر سبقت کرتے ھیں،
اللہ تعالیٰ کی وحی اس کے پیغمبر تک پھنچانے میں شیاطین سے سبقت لیجاتے ھیں تاکه شیاطین اسے چوری نه کریں۔
مجموعی طور پر لفظ" السّٰبِقٰتِ" کےمتعلق مفسرین کی تین آراء ھیں:
1-وہ فرشتے جو جلدی سے سرعت کے ساتھ وحی لےکر انبیاء تک پھنچادیتے ھیں، تاکه شیاطین کے ھاتھ اس تک نه پھنچ سکیں ، اور اسے چوری نه کریں، کیونکه شیاطین آسمانوں میں اس تاک میں رھتے ھیں که وحی کے مواد کو جنوں اور چڑیلوں تک پھنچائیں، توپھر "سابقات" کوچاھئیے که بھت جلد وحی پیغمبروں تک پھنچائیں، اور ان کو دے دیں، تاکه شیاطین کوچرانے اور ھاتھ لگانے کا موقع نه ملے.
2-وہ فرشتے جو سرعت کے ساتھ مؤمنین کی روحوں کو جنت میں پھنچادیتے ھیں.
3-وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو جلدی سن کر اس کے حکم کی تعمیل کرتے ھیں، اور دوسرے فرشتوں سےسبقت لیجاتے ھیں.

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴿۵﴾	قسم ھے ان فرشتوں کی جو تمام امور کی تدبیر کرتے ھیں (۵)

قسم ھے ان فرشتوں کی جن کو اللہ تعالی نے بھت سارے کاموں کی تدبیر کیلئے مقررکیاہے عالم بالا میں جنت اور جھنم اور جھان اسفل میں بارش ، گھاس ، پودے، ھوائیں ، دریا ، حیوانات وغیرہ ۔
اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے: نا زِعٰتِ ، ناشِطٰتِ ، سابِحٰتِ ، سابِقٰتِ اور مُدَبِّرٰتِ، پسندیدہ اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کی کوئی بھی جماعت مراد ہوسکتی ہے ، اور غیر فرشتوں سے بھی مراد لینا جائز ہے، اور کوئی حرج نہیں ہے ، مقصد اس کا یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات پر قسم کھائی ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا اور قیامت قطعی اور یقینی ہے ، حق اور حقیقت پر مبنی ہے ، ان پانچ صورتوں میں جو اب قسم محذوف ہے اور اس کے معنی یہ ہیں: (زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ﴿﴾ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ﴿﴾ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۷﴿﴾)(التغابن:7) ترجمہ:"جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمھیں بتائے جائینگے ۔ اور یہ (بات) خدا کے لیے آسان ہے۔"
ان تمام قسموں کے ساتھ وہ اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے کہ اتنے سارے فرشتے پیدا کرکے وہ کچھ بھی کرنے پر قادر ہے،اور ہمیں بھی دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے نکال سکتا ہے۔
" نَا زِعٰتِ ":وہ فرشتے جو کافروں کی روحیں نکالتے ہیں ، "نَاشِطٰتِ" : وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو نرمی اور آسانی کے ساتھ نکالتے ہیں، "سَابِحٰتِ" :وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو اعلیٰ ترین مقام تک لے جاتے ہیں، "سابِقٰتِ ":وہ فرشتے جو انبیاء کی طرف وحی لانے میں شیاطین پر سبقت لے جاتے ہیں ،"مُدَبِّرٰتِ" :وہ فرشتے جو ان کی سپرد کردہ چیزیں ہیں ان کی تدبیر کرتے ہیں : جیسے روحیں قبض کرنا ، بارش برسانا ، اور ہوا بھیجنا۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴿۶﴾	جس دن کانپے گی کانپنے والی (۶)

اس دن زلزلہ وقوع پذیر ھوگا، (اور وہ دن قیامت کادن ھے) جس دن پھلا نفخہ صور میں پھونکا جائیگا اور زلزلہ کا آغاز ھوگا، دنیا تباہ ھوجائے گی اور سب مرجائینگے ۔
" الرَّاجِفَةُ"ایک خوفناک آواز جو ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیتی ہے ، یہ وہی پہلی نفحہ ہے جو اسرافیل صور پھونکے گا ، اور سب مرجائیں گے ، اور بعث و جزا کے یہ مراحل ، جس دن پہلا پھونک "رجفہ"پھونکا جائے گا اور ساری دنیا ہل جائے گی، اور اس میں ہر چیز فنا اور برباد ہوجائے گی ، اس کے بعد دوسری پھونک "رادفہ"کے نام سے پھونکی جائے گی اور سب قبروں سے اٹھ کر زندہ اٹھیں گے ، ان دونوں نفحہ کے درمیان جیساکہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:چالیس سال کا ہے۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ﴿۷﴾	اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (۷)

اس کے بعد دوسری مرتبہ صور پھونکاجائیگا، پھلے زلزلہ کے بعد دوسرا زلزلہ آئیگا، کہ سارے مردے زندہ ھوجائینگے، اور قیامت قائم ہوگی، ا ورمحشر بپا ھوگا، اور ابدی جہاں کا آغاز ہوجائیگا۔
ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: "راجفہ"اور "رادفہ"دونوں سے مراد چیخیں ہیں، یعنی:دونوں نفخے ، جہاں تک پہلے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام جاندار اشیاء کو ہلاک کردے گا ، جہاں تک دوسرے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام مُردوں کو زندہ کرے گا (تفسیر قرطبی:193/19)۔
اس کے بعد درج ذیل مبارک آیات میں ان حالات اور سختیوں کا ذکر ہوا ہے جن کا منکرین کو سامنا کرنا پڑے گا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قُلُوْبٌ يَّوْمَىٕذٍ وَّاجِفَةٌ۝۸	کتنے دل اس دن دھڑکتے اور پریشان ہونگے (۸)

بہت سارے دل جب اس ہولناک اور سخت دن کو دیکھیں گے تو پریشان ہوجائیں گے اور ڈرنے لگ جائیں گے ۔
"قلوب" قلب کی جمع، دل جمع کا صیغہ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام آدمیوں کے دل شامل ہیں، لفظ"قلوب جمع"اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے رو سے صرف کافر، فاجر، اور منافق لوگ پریشان اور خوف زدہ ہوگے، اور نیک مؤمنین اس دن کے خوف سے محفوظ رہیں گے،سورۂ"انبیاء"میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرسکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے ، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دئیے جاتے رہے۔(انبیاء:103)
"واجفہ"وہ بے چین ، پریشان اور کانپتے دل ہیں جو قیامت کے خوف سے ڈرتے ہیں اور اپنے دنیاوی اعمال کے نتائج سے بھی، یہ تیسرا صور ہے۔

اَبْصَارُہَا خَاشِعَۃٌ۝۹	ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی (۹)

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، اور ان کے دلوں کو ڈر وخوف نے ڈھانپا ہوگا ، اوراس خوف سے لرزتے ہونگے اور ندامت وحسرت ان پر حاوی ہوگی۔ اُن کی بینائی اور آنکھیں شرمندہ اور خوف سے گر پڑی ہیں، " خَاشِعَۃٌ":ذلیل کی جگہ لفظ "خشوع"استعمال کیا؟ کیونکہ کافروں نے دنیا میں خدا کے سامنے خشوع یعنی عاجزی نہیں کی اور نہ خدا کی عبادت کی، مگر آخرت میں عاجزی اختیار کریں گے۔
گِری پڑی اور ذلت سے بھرپور آنکھیں ، کونسی آنکھیں ؟اہل ایمان کی آنکھیں بالکل بھی نہیں ہیں ،ان کی آنکھیں ہیں جو اس دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، ان لوگوں کی آنکھیں ہیں جو قیامت اور حساب و کتاب پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں کہتے تھے:جب ہم مرجائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تو کیا دوبارہ زندہ ہوکر لوٹیں گے۔

یَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَۃِ۝۱۰	کہتے ھیں: کیا ھم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰)

کیا موت کے بعد ھم پھلی تخلیق کی طرف لوٹائے جائیں گے؟یہ استفھام انکاری ھے ، جس میں تعجب کی انتھاھے، یعنی ان لوگوں نےموت کے بعد کی زندگی کا انکار کیا، مزید اس کو ناممکن سمجھتے ھوئے کافروں نے تکذیب کی صورت میں کھا کہ: کیا بوسیدہ ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:جب ان سے کہا جائے:کہ تم زندہ کئیے جاؤ گے، تو وہ انکار اور حیرت کے عالم میں کہتے ہیں، کیا ہم مرنے کے بعد پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے، تو جس طرح ہم موت سے پہلے زندہ تھے اسی طرح پھر زندہ ہوجائیں گے؟ عرب کہتے ہیں کہ:(رجع فلان فی حافر تہ) یعنی:وہ آدمی جہاں سے آیا وہاں سے ہی واپس چلا گیا۔(تفسیر قرطبی:194/19)

"الحافرہ":حَفَر،قبر،گور،"حافرہ" یہ ہر چیز کے آغاز کا نام ہے، حَفَرَ کے مادے سے ہے، حَفَرَ کے معنی کھوکھلا اور گہری جگہ ہے، حَفَرَ یعنی وہ مٹی جو کسی جگہ سے نکلتی ہے، مٹی باہر نکلنے کی صورت میں وہ جگہ کھوکھلی ہوجاتی ہے۔

ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾	کیا جب ہم ہوچکے ہوں گے بوسیدہ ہڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟) (۱۱)

کیاجب ہم بوسیدہ ہڈیوں کی صورت میں تبدیل ھوجائیں گے اور بکھرجائیں گے تو اس کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹیں گے؟ یہ بات وہ لوگ استبعاد کے طور پر تب کہیں گے جب ان سے کہا جائے:تمہیں موت کے بعد قبروں سے اٹھا کر نئےسرے سے زندگی دی جائے گی، یعنی:کیا ہم قبروں کے گڑھے میں جانے کے بعد پہلی حالت میں واپس جاکر مرنے کے بعد زندہ کیے جائیں گے؟ محدثین لکھتے ہیں کہ:ان میں سے ایک جماعت ایک پرانی اور بوسیدہ ہڈی اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اور اس نے اسے دبایا اورپاؤڈر بنا کراس پر پھونک ماری اور کہا : کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم ان پرانی اوربوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہوجائیں پھر دوبارہ زندہ ہوجائیں؟ ایسے ہونا ناممکن ہے، ان کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ قیامت کے وقوع اور معاد کو بعید از امکان سمجھتے تھے، اس لیے قیامت اور روز جزا کے منکر ہوئے۔

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾	کہتے ہیں: یہ تو پھر سے آناہوگا نقصان کا (۱۲)

کہتے ھیں: اس وقت وہ ھما را زندگی کی طرف پلٹنا سراسر نقصان کا باعث ہوگا،اورھم اس طرح کا نقصان اور اس طرح کا کام کبھی نہیں چاھتے ۔

مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے: (اگرواقعی زندگی کی طرف دوبارہ پلٹنا پڑا تو) اس صورت میں یہ همارا دوبارہ زندہ ھوجانا خسارے کا ھوگا، اور وہ لوگ اس بات کو بعید از امکان سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد اور بوسیدہ ھڈیوں میں تبدیل ھونے کے بعد اللہ تعالی انھیں دوبارہ زندہ کرسکے گا، کیونکہ وہ لوگ خداتعالی کی قدرت اورطاقت سے ناواقف تھے، اس لیے اس کے خلاف

(c) ketabton.com: The Digital Library

جسارت کررھے تھے، مردوں کو زندہ کرنا رب تعالی کیلئے آسان ھے اس بارے میں اللہ تعالٰی فرماتاہے ۔

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣	سوائےاس کے نہیں وہ تو ایک اونچی آواز ھے (١٣)

پھر یقیناً وہ ایک اونچی آوازھے، (انکا پلٹنا کچھ مشکل نہیں ھوگا) صرف اور صرف صورمیں پھونکنے کی آواز آئیگی اور دوسری زندگی کا آغاز ہوجائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کا پھونکنا ایک آواز سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے، اور اس کی تکمیل ہونے سے ہم پر کوئی مشقت نہیں پڑے گی، جی ہاں!جب صور پھونکا جائے گا،تو ہم ان کو پہلی پیدائش کی طرح دوسری زندگی کی طرف لوٹائیں گے، اور جیسے ہم موت دیتے ہیں ویسے زندہ بھی کریں گے،"زجر" کسی کو دھتکارنا کسی جگہ سے اونچی آواز کے ساتھ

فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤	پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع ھونگے (١٤)

اچانک وہ ایک چٹیل میدان میں ہوں گے، اچانک سب کے سب اٹھیں گے اور محشر کے وسیع و عریض چٹیل میدان میں کھڑے ہوں گے۔
اس مقام پر اللہ نے فرشتوں کی قسم کھائی ھے کہ وہ اللہ کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریوں کو کس تندھی او رتیزی سے مکمل کرتے ھیں ۔
اس قسم میں چند احتمالات ھیں:

(1) کہ جس چیزکے اثبات کے لیے قسم کھائی ھے وہ ھے بعد از مرگ زندگی اور سزاء وجزاء۔
(2) اثبات قیامت کے لیے قسمیں کھائی ھیں ۔
(3) جن امور کے اثبات کے لیے قسم کھائی گئی ھے اور جن کا قسم میں ذکر ھے وہ ایک ھی چیزھے ۔
(4) اللہ نے فرشتوں کی قسم کھائی تاکہ فرشتوں کا وجود ثابت ھو، اس لیے کہ فرشتوں پر ایمان لانابھی ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ھے، اسی طرح ان فرشتوں کے ذمہ لگائے گئے امور سزاء وجزاء کا ایک سبب ھے، چاھے قبل ازمرگ ھو یا بعد ازمرگ یا موت کے وقت ، یہ سزا ء اور جزاء دینا بھی فرشتوں کی ذمہ داری ھے ۔

"ساھرہ" سطح زمین کو کہتے ہیں، اور اکثر اس زمین کو کہا جاتا ہے جو مسلسل رات دن گھاس اُگاتی رہے، اس طرح کہ اس کو کسی قسم کا آرام اور نیند نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو ، ساھرہ بھی قیامت کے میدانوں میں سے ایک ہے ، کہ اس کو حاضر اور تیار کیا جائے گا ، اور انسان اس میں حساب و کتاب کے لیے صف باندھیں گے۔

محترم قارئین:

بابرکت آیات(15 تا 22) موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے کا مختصر ذکر کیا گیا ہے:

ہَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰىۘ‏ ﴿۱۵﴾	کیا پہنچی ھے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (۱۵)

کیا موسی کی خبر تجھ تک پہنچی ہے ؟ یہ سوال ایک اہم معاملے سے متعلق ھے، جو واقع ھوچکاھے، یعنی: کیا اس کی خبرتجھ تک پہنچی ھے؟

واضح رہے کہ: کافروں کی طرف سے آخرت اور قیامت کا انکار اور اس کا مذاق اُڑانا، بنیادی طور پر کسی فلسفے کا رد نہیں تھا ، بلکہ یہ پیغمبر خدا کی تکذیب تھی، اور وہ سازشیں تھیں جو انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لیے تھیں، اس آیت میں خطاب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیت کے ارادے سے ان کے قوم کی تکذیب کے مقابلے میں ، یعنی:اے اللہ کے پیغمبر!جان لو کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ اسی طرح تھا ، کیونکہ اسے فرعون کی دعوت میں بھی انکار کا سامنا کرنا پڑا ، اور کافی مشکلات ان کو برداشت کرنی پڑیں،چنانچہ یہ آیت دھمکی ہے کفار کے لیے ، اگر وہ جھٹلاتے رہے تو ان کا وہی انجام ہوگا جو فرعون اور اس کی قوم کا ہوا ،جو ان سے طاقتور اور شان و شوکت والے تھے، اور خدا سبحانہ و تعالیٰ نے جس طرح فرعون اور اس کی قوم کو جہاں والوں کے لیے عبرت کا نشان بنایا، ان کو بھی ان کے انجام سے دو چار کرے گا۔

اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى‌ۚ‏ ﴿۱۶﴾	جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)

طُویٰ: وہ مقام ھے جہاں پر اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے بات کی، اور انہیں رسالت عطافرماکر برکت دی، اور وحی کے ساتھ مبعوث فرماکر انہیں برگزیدہ اور منتخب کیا۔

پھر ان سے فرمایا:

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰىۖ‏ ﴿۱۷﴾	(رب نے کہا) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی ھے (17)

جاؤ فرعون کی طرف اس نے سرکشی ونا فرمانی کی ھے، یعنی : فرعون کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ مشفقانہ اور نرم لھجے میں بات کرو، اور اسے بغاوت وسرکشی اور شرک ونافرمانی سے روکو.

(c) ketabton.com: The Digital Library

لعلَّه یتذکراویخشی: شاید وه نصیحت قبول کرلے یا ڈرجائے
"فرعَوْنَ"مصر کا بادشاہ:سب سے پہلا بادشاہ جس نے خود کو فرعون کا لقب دیا اس کا نام "اختاتون" تھا،اور موسیٰ علیہ سلام کے زمانے کا فرعون "رامس"تھا جو خود کو معبود سمجھتا تھا،اور کہتا: "کہ میں سب سے اعلیٰ رب ہوں تمہارا"
"أنا ربکم الاعلی"(24)فرعون کا معنی ہے: "مصر میں ایک بہت بڑا گھر یا محل"بعد میں یہ لفظ افراد کی عظمت اور بادشاہی کے لیے استعمال کیا گیا،یوسف علیہ سلام کے زمانے میں مصر کے بادشاہوں کو ملک کہا جاتا تھا، اور موسیٰ علیہ سلام کے زمانے کا بادشاہ رامس روم فرعون سے مشہورتھا انتہائی ظالم اور قدرت طلب انسان تھا،اس نے تمام سکّوں پر اپنے نام کی مہر ثبت کردی اور سب کچھ اپنے قبضے میں کرلیا ، اس وقت مصر کے لوگ دو گروہوں پر مشتمل تھے:
(1) قبطی:مصر کا مالدار طبقہ، بادشاہ(فرعون)۔
(2)بنی اسرائیل:مصر کے عام اور فقیر لوگ جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، اور یوسف علیہ السلام اور اس کے خاندان کے آنے کے بعد مصر میں رہنے لگے اور پھیل گئے۔

فَقُلْ ہَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَـزَكّٰى ۙ۱۸	کهدو: کیا تو چاھتاھے جس چیزپر تم هو اس سے نجات پاکر پاک هوجاو (۱۸)

پھر کهدو : (کیا تم چاهتے هو ایسی خوبصورت وپسندیده عادت اپناؤ جسے عقلمند لوگ حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوش کرتے هیں، اور وه یه هے که) خود کو پاکیزه بنالو، اور کفر وشرک ونافرمانی کی آلودگی سے خود کو بچاکر ایمان اور نیک اعمال کی طرف چلے آئے؟
"فَقُلْ"تو کہو؛ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آیات میں دعوت کا طریقہ سکھاتا ہے، اور کہتا ہے کہ بد ترین لوگوں کے ساتھ بھی نرمی اور اخلاق سے پیش آنا چاہئیے، اس طرح پہلی فرصت میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا گیا۔

وَاَہْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ۱۹	اور تجھ کو تیرے رب کے طرف راه بتلاؤں تاکه تجھے ڈر هو (19)

اور تجھے رب تعالی کی طرف راه دکھاؤں، اور الله تعالی کی رضا وغضب کے عوامل تجھ کو بتاؤں؟ (فتخشی) پھرجب تم سیدھا راسته پھچان لوگے تواپنے رب کے سامنے جھک جاؤ گے ، لیکن فرعون نے اس چیز کو قبول کرنے سے انکارکردیا جس کی طرف موسی علیه السلام نے اس کو دعوت دی ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر زمخشری نے کہا ہے کہ: انہوں نے خوف کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ امر و فرمان کا معیار ہے، جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کی طرف سے ہر بھلائی آتی ہے، اور اس نے اپنے خطاب کو ایک ایسے استفہام سے شروع کیا ہے جو تجویز کے معنی میں ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے مہمان سے کہتا ہے:مگر آپ ہمارے ساتھ رہنا نہیں چاہتے؟ اور اس کے پیچھے وہ نرم اور محبت بھری گفتگو لے کر آئے ہیں، تاکہ انہیں مہربانی اور نرمی سے بلائیں اور دعوت دیں اور بردباری سے اسے بغاوت اور سرکشی سے نکالیں، جیسا کہ سورہ طٰہٰ(آیت:44) میں ہے: (فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۴۴) ترجمہ:"اور اس سے نرمی سے بات کرناشاید وہ غور کرے یا ڈر جائے"

لیکن جس چیز کی طرف موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلایا اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۲۰	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (۲۰)

تو (موسی) نے ایک بڑامعجزہ اسے دکھایا، موسی علیه السلام فرعون کے پاس گیا اپنے عظیم معجزہ (یعنی لاٹھی کا اژدہا بننا) اسے دکھایا.

یہاں لفظ کا ایک حصہ محذوف ہے، یعنی:موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گیا اسے بلایا اور اس سے بحث اور گفتگو کی، پھر جب فرعون نے ایمان لانے سے انکار کیا، تو عظیم معجزہ(اپنے رسالت کی دلیل) اسے پیش کیا جوکہ ایک لاٹھی کاچلتے ہوئے سانپ میں تبدیل ہونا تھا۔

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:اسے بڑی نشانی دکھائی یہ معجزہ ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہی: آیۃ کبری سے مرادعصا ہے (تفسیر قرطبی: 202/19)

الآیۃالکبرٰی: بڑی نشانی

(1)لاٹھی جو سانپ بن گئی۔

(2)ید بیضاء: موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جو سفید اور نورانی ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو ٹونہ عام تھا اس لیے ان کے معجزات اس وقت کے حالات کے مطابق تھے، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادب، فصاحت، بلاغت اور گفتگو اور الفاظ و کلمات بہت اہم اور عام تھے۔

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۲۱	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (۲۱)

لیکن اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ، فرعون نے موسی علیه السلام کو جھوٹا کہا، اور اس کی لائی ہوئی نبوّت کو نہیں مانا، اورجو کچھ رب تعالی کی طرف سے ساتھ لائے تھےاس سے انکار کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"فَکَذَّبَ" زبانی تکذیب، " وَعَصٰی"یعنی:عملی تکذیب: بغاوت اور سرکشی کا اعلان یہ فرعون کا سب سے پہلا انحراف تھا، اس نے جھٹلایا، واضح اور کھلی چیزوں کو جھٹلایااور سرکشی و نافرمانی کی، وہ اور بھی آگے بڑھ گیا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا ھوا (22)

لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے ظلم و زیادتی کے ساتھ روکا، اور لوگوں کو قتل کرکے اور غلام بنا کر زمین پر فساد شروع کیا، "ثُمَّ اَدْبَرَ"اس نے ایمان سے منہ موڑا اور ایمان نہ لایا، " یَسْعٰی"کوشش کی، اور موسیٰ علیہ السلام کی ناکامی کے بارے میں سوچا، فرعون نے اپنی پوری قوت سے کوشش کی کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کامیاب نہ ہو، واضح رہے کہ: فرعون نے عام لوگوں سے کہا: میں رب ہوں، لیکن وہ ان دو نام(میں اور رب) کا مفہوم نہیں جانتا تھا، اس لیے کہ اگر "رب" کی حقیقت کو جانتا تو کبھی مخلوق سے نہیں ڈرتا، اور اگر "میں" کا مفہوم جانتا، اگر وہ "میں" کی حقیقت سمجھتا تو حیوان جیسے محض جسم و جان کا پابند نہیں ہوتا۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا (٢٣)

یا یہ کہ لوگوں کو میدان میں اکٹھا کیا تاکہ جو کچھ ہورہا ہے مشاہدہ کریں، پھر وہ خود ایک پکارنے والے منادی کے زریعے پکارا اس مجمع میں۔
" فَحَشَرَ"سب کو جمع کیا،(قبطیوں کو اور بنی اسرائیل، سپاہی، جادوگروں کو)

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾	پھرکھا: میں ھوں رب تمھارا سب سے اونچا (٢٤)

فرعون نے اپنے لشکرکو جمع کیا اور پکارکر ان سے کہا: (میں تمھارا سب سے اونچا رب ھوں مجھ سے بڑھ کر کوئی رب نہیں) اس نے یہ کام لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے کے لیے کیا لوگوں نے اس کی بات پریقین کیا، اور اس کے باطل کوقبول کیا، کیونکه وہ ان لوگوں کی عقلوں سے کھیل رہاتھا ۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾	پھر اسے الله نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)

رب تعالٰی نے اسے دنیا وآخرت کے عذاب میں مبتلاکردیا (پھر الله نے اسے آخرت کے عذاب (شدید ترین عذاب) اور دنیا کے عذاب میں (دریا میں غرق کرنے کے ساتھ) پکڑا، "فَاَخَذَہُ اللهُ" الله نے اس سے انتقام لیا تاکہ دوسروں کیلئے عبرت ہو اور ظالم لوگ توبہ کریں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

" الْاٰخِرَةِ ": آخرت "الْاُوْلٰى" دنیا، الله تعالیٰ نے فرعون کو عذاب آخرت میں تب پکڑا جب اس نے کہا: (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) اور عذاب اولیٰ یعنی دنیا میں جب اس نے کہا: (ما علمت لکم من الٰہ غیری) پکڑا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۲۶	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت هے الله سے ڈرنے والوں کیلئے (26)

یقینًا اس میں (موسی علیه السّلام اورفرعون کے واقعے میں درس عبرت هے ان لوگوں کیلئے جو الله سے ڈرتے هیں، الله نے موسی اور فرعون کا واقعه بیان کیا اور اس کے ذریعے یه یاد دهانی کروائی کہ فرعون کو جوسزاء دی گئی اس میں تمام سرکشوں اور جھٹلانے والوں کے لیے درس عبرت هے ، اسی طرح اس میں قیامت کی طرف بھی توجه دلائی گئی هے ، قیامت میں دوباره زنده کیے جانے کے امکان کی بھی دلیل هے، اس کے علاوه انسانوں کویه بھی بتایاگیا ہے کہ الله نے انهیں کتنی نعمتیں عطاکی هیں تا که وه شکر گزاری کریں، یه شکرگزاری الله کی معرفت کا سرچشمه هے ، سب سے پهلے منکرین بعثت کو استفهام انکاری سے مخاطب کیا یه توبیخی اندازهے ، یعنی ڈانٹ ڈپٹ هے که کیا تم جو مرنے کے بعد زنده هونے کو ناممکن سمجھتے هو تو کیا تمهارا پیدا کرنا زیاده مشکل هے یا اتنے بڑے آسمان کا بیدار کرنا؟

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ۲۷	تمهارا بنانا مشکل هے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)

(اے قیامت کے منکرو!) کیا تمهاری پیدائش (دوباره مرنے کے بعد) زیاده سخت هے ، یا اس آسمان کی تخلیق جس کو الله تعالی نے اس حیران کن عظمت اور حیرت انگیزترتیب ونظام کے ساتھ تمهارے سروں کے اوپر ایک خیمے اور چھت کی طرح قائم کیاهے؟

مفسر فخر رازی کہتے ہیں کہ: الله نے انہیں ایک ایسی چیز سے روشناس کرایا ہے، جسے آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے، کیونکہ جب چھوٹی اور کمزور انسانی تخلیق کا موازنہ آسمان کی تخلیق اور اس کی عظمت و بڑائی کے ساتھ کیا جائے تو انسانی تخلیق آسان ہوجاتی ہے، جب معاملہ ایسا ہو تو ان کو واپس لوٹانا بھی زیادہ آسان ہےپھر کیوں اس کا انکار کرتے ہیں؟(تفسیر کبیر:43/31) جیسا کہ سورۂ غافر کی آیت "57" میں فرماتے ہیں: (لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۵۷) ترجمہ:"آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

" بَنٰہَا" اس نے اسے مضبوط اونچا اور بغیر ستونوں کے آپ کے سر کے اوپر بناىا، پھر مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرکے فرماتے ہیں:

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)

اس نے آسمان کی اونچائی کو بڑھایا، اور اسے آپ کے اوپر بغیر دراڑ اور سوراخ کے چھت بنایا، ابن کثیر نے کہا: عمارت کے لحاظ سے بلند و بالا اور فضا کے اعتبار سے خوب کشادہ اور چوڑا اور تمام کناروں کو بالکل برابر بنایا، پھر اندھیری راتوں میں خوب چمکنے والے ستارے اس میں جڑ دئیے۔(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: اور اندھیرا بنادیا اس کی رات کو اور روشن کیا اس کے دن کو.(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (۳۰)

مفسرین کہتے ہیں کہ: یہ قول زمین کے گول ہونے کے منافی نہیں ہے، چونکہ وہ یقینی چیز ہے، حتی کہ امام فخر رازی فرماتے ہیں: زمین شروع میں ایک دائرے کی شکل میں تھی، پھر خدا نے اسے طول دیا اور پھیلایا، اور " دَحٰىهَا"کا معنی صرف پھیلانا نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے زمین کو ہموار اور تیار کیا گھاس اور پودوں کے اگنے اور خوراک کے لیے، آیت "اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا" اس کی دلیل ہے، تمام بڑی چیزیں ہموار اور برابر دکھائی دیں گی۔(تفسیر کبیر:48/31)

" دَحٰىهَا": کسی چیز کو اس طرح حرکت دینا کہ گرتا اور گول گھومتے جیسا ہو، یہ بھی زمین کے کُروی یا بیضوی شکل میں ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین ایسی ہی پیدا کی ہے، تاکہ اس میں وضعی اور عبوری حرکات پیدا ہوجائیں، اسی طرح سورہ نبأ میں ذکر ہوا ہے کہ یہ حالت رات، دن اور چار موسموں کو پیدا کرتی ہے۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾	باھرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (۳۱)

یعنی زمین کو خشک نہیں چھوڑا، بلکہ زمین کی ترقی اور نشونما کی تمام ضروریات آپ کے اختیار میں دے دیں، جیسے: پانی، آبادکاری، سرسبز چرا گاہیں چوپایوں کے لیے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰىهَا ۳۲	اورپہاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (۳۲)

اور مضبوط میخ کی طرح زمین میں لاکر پھیلایا، تاکہ زمین آرام پکڑے اور اس میں رہنے والے امن و سکون سے رہیں۔

مَتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ۳۳	تمہارے اورتمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۳)

تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (ھم نے ان سب کو ترتیب دیاھے، اور ان کو فرمانبردار بنایاھے)، جس ذات نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا، ان کی دوبارہ تخلیق سے عاجز نہیں ہے، بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے مظاہر کو انسانوں کی تخلیق اور ان کی زندگیوں کی ترتیب کو دلیل کے طور پر بیان فرمایا، اس کے بعد اپنی قدرت کے دلائل ان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے اور ان کے حساب اور سزا کو اچھے اسلوب اور واضح انداز میں بیان کیا اور فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى ۳۴	جب بڑا حادثہ برپا ہوگا (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت (۳۴)

جب آئےگا وہ بڑے حادثے کادن (قیامت کا سخت اور ناقابل برداشت دن) ابن عباس رضؓ نے کہا: اس سے مراد قیامت ہے، اور "طَآمَّةُ" اس لیے کہا گیا کہ وہ ہر چیز پر غالب آجائے گی، یہ اپنی ہولناکی کی وجہ سے ہر دوسری مصیبت پر چھا جائے گی۔
سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ"طَآمَّةُ" سے وہ ساعت مرادہے جس وقت جہنمیوں کو "زبانیہ" کے حوالے کیا جائے گا، " الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى" قیامت، دوسری نفخہ ہے، یعنی حشر، سب سے اہم حادثہ ہے، ایسا حادثہ ہے جو ناقابل برداشت ہے، ایک ایسا واقعہ جو انسانی دماغ اور ذہن میں نہیں سماسکتا، جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، سب سے بڑی مصیبت سب کے لیے نہ کہ خاص لوگوں کے لیے، جب "طَآمَّةُ " آتا ہے، اور جیسا کہ ہم نے کہا "طَآمَّةُ "ایسے واقعے کو کہتے ہیں جو ہر چیز کو گھیر لیتا ہے اور دوسرے حادثوں سے بڑا اور ہولناک ہے، اور اس کی طرح کچھ بھی نہیں ہےنہ عاد کی ہوا اور نہ ثمود کی صیحہ(چیخ) اور نہ "یومِ الظُلَّة" کا رجفة (سائبان والے دن کا عذاب) اس طرح کہ کوئی بھی اس گھیرے اور دائرے سے باہر نہیں ہے، اور چھا جانے والے اور "کبرٰی"کے قید سے اس کے معنی میں اضافہ کرتا ہے کہ یہ واقعہ دیگر واقعات سے مختلف ہے، چاہے زلزلہ ہونے کے نقطہ نظر سے ہو، کیونکہ یہ زلزلہ دوسرے زلزلوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے برعکس، پوری دنیا کو الٹ دے گا، یا چاہے کبرٰی ہونے کے نقطہ نظر سے ہو جو بڑا اور ناقابل تصور ہے، وہاں تو کام ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، اس وقت اس بات کی کوئی قدر و قیمت اور حیثیت نہیں ہوگی کہ انسان غفلت کے نیند سے بیدار ہوجائے۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰىۙ۳۵	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (۳۵)

اس لیے کہ اسے یقین ہوگا کہ اب اس سے پوچھ گچھ ہوگی، اور وہ اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہوگا، " مَا سَعٰی"دنیا میں خیر اور شر میں سے جو عمل اس نے انجام دیا ہوگا، اعمال کو یاد کرنے کے بارے میں مفسرین کے تین قول ہیں:

(1)جب فرشتے، زمین جسم اور جسم کے تمام اعضا اور سب چیزیں بولنے لگیں گی اور گواہی دیں گی، اس وقت انسان اپنے اعمال کو یاد کرے گا۔

(2)جب انسان کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا، یاد کرے گا۔

(3)جب رب تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ انسان کو سب چیزوں کی یاد دلادے گا، اور اسے اس کا اعمال نامہ دکھا دیگا، یہ وہ وقت ہوگا جب انسان یاد کرنے کے لائق بنے گا ، غفلت سے جاگے گا، اور اپنے اعمال کے سلسلے میں جو کچھ کیا ہے یاد کرلے گا کہ "مَا سَعٰی" اس نے کیا کیا ہے؟ اور اس کی حرکات و سکنات کس سمت میں تھیں؟

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى۳۶	اور دوزخ ظاهر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (۳۶)

قیامت کے دن دوزخ کی آگ انسانوں کی آنکھوں کے سامنے لاکر مخلوق کو دکھائی جائے گی، جہنم میں ستر ہزار لگامیں اور کڑے ہوں گے، اور ہر ایک ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: (يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا) (مسلم: 2842)

قیامت کے دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار رسیاں ہوگی، جن سے اسے چلایا جارہا ہوگا، اور ہر رسی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے، جو اس کے ذریعے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ) (سنن ترمذی: 2574)(و مسند احمد:8430) حکم البانی:صحیح

(c) ketabton.com: The Digital Library

قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں، دو سننے والے کان اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کر کے کہے گی کہ آج میں تین لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں، ظالم اور جابر شخص پر، اور اس شخص پر جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت کرتا تھا، اور تصویر بنانے والوں پر ۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ہوگی (۳۷)
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾	اور دنیا کی زندگی کو (آخرت کے مقابلے میں منتخب کرکے) ترجیح دی ہوگی (۳۸)

ان آیات میں انسان کی سعادت وشقاوت کے اصولوں کا نقشہ نہایت خوبصورت اور نصیحت آموز انداز میں کھینچاگیاھے۔
انسان کی شقاوت وبدبختی کو نافرمانی اور دنیاپرستی کانتیجہ، اور اس کی خوشی اورسعادت کو خوفِ خدا کا ثمرہ؛ اور نفسانی خواھش کا ترک کرنا بتایاگیاہے، نیزتمام انبیاء واولیاء کی تعلیمات کا خلاصہ یہی ھے، خواھشات کی پیروی کرنا عقل پر پردہ ڈال دیتاہے، اور انسان کے بُرےاعمال کو اس کی نظروں میں مزیّن کردیتاھے، پہچان ا ورتشخیص کے احساس کو جو اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت اور انسان وحیوان میں ایک فرق ھے ا سے چھین لیتاھے، اور انسان کو خود میں مشغول کردتیاھے ۔

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾	(تو پھر جان لے) دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے (۳۹)

پهلا جملہ ان کے فاسد عقیدے کی طرف اشارہ کرتاھے ، اس لئے که ان کی نافرمانی ان کے تکبر کی وجه سے ھے، اور ان کا تکبر الله تعالی کی عدم معرفت کی وجه سے ھے، جو کوئی بھی الله تعالی کی عظمت کو پهچانتاہے وه اپنے آپ کو حقیر اور کمزور سمجھتاہے، وه کبھی بھی اپنے قدم عبودیت کے راستے سےباھر نهیں رکھتا ۔
دوسرےجملے میں ان کے فاسد عمل کی طرف اشاره ھے، اس لیےکه نافرمانی اور سرکشی کا نتیجه یه نکلتا ھے که انسان اس عارضی اور جلد ختم هونے والی دنیا کی آسائشوں اور اس دنیا کی رنگینیوں کو بهت قیمتی سمجھنے لگتاھے اور انهیں هرچیز پر مقدم رکھتا ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

گویا یہ دونوں (سرکشی اور نتیجہ) ایک دوسرے کے لیے علت اور معلول ھیں۔ عقیدے کا بگاڑاورنافرمانی عمل میں فساد کا ذریعه اور ناپائیدار دنیا کی زندگی کو ھرچیز پرترجیح دینے کا سبب ہے۔

آخرکار یہ دونوں دوزخ کی جلانے والی آگ ھے تیسرے جملے میں اس کی طرف اشارہ کیاگیاھے، اس کے بعد جنتیوں کے اوصاف کا ذکر دومختصر اورنہایت پُرمعنی جملوں میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ھیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ۴۰	اور جو کوئی ڈرا ھو اپنے رب کے سامنے کھڑے ھونے سے اور روکاھو اپنے نفس کو خواھشات سے (۴۰)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىؕ۴۱	یقینا بھشت ھی اس کا ٹھکانہ ھے (۴۱)

جنت دار السلام یا دار النعیم: بے انتہاء جسمانی ، روحانی اور معنوی نعمتیں، دنیاوی لذتوں سے اعلیٰ لذتیں، جو صالحین اور متقیوں کا ٹھکانہ ہے، اس کےرہنے کی جگہ اور منزل ہوگی، کتنی اچھی اور دلکش جگہ ہے، جہاں بہتے چشمے اور فوارے، لمبے پلنگ، رکھے ہوئے پیالے، پہلو بہ پہلو تکیے، چوڑے بچھے ہوئے قالین، خوبصورت حوریں، نوجوان اور ہم عمر دوستوں کا دیدار ان کو عطا کیا جائے گا۔

روایت ہے کہ جب حضرت بلال ؓ جان کنی کے عالم میں تھے تو بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو ان کی بیوی رورہی تھی، بلال نے اس سے کہا:مت رو، کل میں اپنے دوستوں:محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐکے ساتھیوں کا دیدار کروں گا۔

يَسْـــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰـىهَاؕ۴۲	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ھیں کب واقع ھوگی (۴۲)

مفسرین کہتے ہیں: مشرکین قیامت کی اوصاف اور خبر میں سے صرف:طامہ، صاخّہ، اور قارعہ سنتے تھے، اور پھر طنزیہ انداز میں کہتے تھے: کب خدا اسے لائے گا، اور کب واقع ہوگا؟ تب یہ مبارک آیت نازل ہوئی:

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىـهَاؕ۴۳	تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے؟ (۴۳)

تو اس سے باخبر نہیں ہے کہ ان کو خبر دے، کیونکہ وہ پوشیدہ رازوں میں سے ہے کہ صرف خدا جانتا ہے، پھر کیوں تجھ سے اصرار کے ساتھ پوچھتے ہیں؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا۝۴۴	قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (۴۴)

(اور اس کے وقوع سے تیرا رب ہی باخبرہے، تو نہیں)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا۝۴۵	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (۴۵)

آپ کا فرض صرف اور صرف ڈرانا اور تنبیه کرناھے ان لوگوں کو جو قیامت سے ڈرتے ھیں (اورحق تلاش کرنے اور حق کو اپنانے کا جذبه رکھتے ھیں)لیکن اس کے ظہور کے وقت کی اطلاع دینا تمہارےفرائض میں شامل نہیں ہے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا۝۴۶	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نہیں ٹھهرے تھے (دنیامیں) (۴۶)

جس دن قیامت کا قائم ہونا دیکھیں گے ایسے محسوس کریں گے جیسے ایک شام یا ایک صبح بھی دنیا میں نہیں رہے .

ابن کثیر کہتے ہیں: اپنی زندگی کے دورانیے کو بہت ہی مختصر سمجھتے ہیں، ان کے خیال میں وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر ایک رات بھر یا دن بھر۔

اور اس طرح سوره نازعات "حشر و بعث" کے اثبات کے ساتھ اس کا اختتام کیا جاتا ہے، وہ مضمون جس پر سورت کے شروع میں قسم کھائی گئی تھی، تاکہ شروع اور اختتام ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو۔

ملک الموت کی ذمه داری

سب سے پهلے یه سمجهنا چاهیے که ملک الموت کی ذمی داری صرف انسانوں اور دوسری مخلوقات جیسے فرشتوں، جنوں، اور جانوروں کی روحوں کو قبض کرناھے، جیساکه رب تعالی فرماتے هیں: قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۝۱۱) (سجده : ۱۱)

یعنی : کهدیجئے: جس فرشتے کو خدا نے تمهاری روحوں اور سانسوں کو قبض کرنے کیلئے مقرر فرمایاھے، (وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمهاری موجودگی کی جگه پر آئیں گے، اور) تمهاری روحیں قبض کر لیں گے .

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ: پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤگے، پھرتمھارے اعمال کے مطابق تمہیں جزاوسزا ملے گی، اور تم نے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے سے انکار کیاتھا، اب دیکھو اور سوچو خدا تعالی تمھارے ساتھ کیا کریگا! اس آیت مبارکه سےھمیں یه پته چلتاھے که ملک الموت انسانوں کی روح قبض کرنے کیلئے مأمور ھے، لیکن حیوانات کی روحیں کیسے اور کس کی وساطت سے قبض هوں گی ؟ اس بارے میں کوئی صریح حدیث موجود نهیں ھے .

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیکن موضوع روایات اس بارے میں موجود هیں که (آجال البهائم کلها من القمل والبراغیث والجراد والخیل والبغال کلها والبقر وغیرذلک ، آجالها فی التسبیح ، فاذا انقضی تسبیحها قبض الله ارواحها ولیس ملک الموت من ذلک شیئ)
ترجمہ:تمام حیوانات جن میں چیونٹی، پسو، ٹڈی ، گھوڑا، خچر ، گائے ، اور دوسرے حیوانات (شامل هیں) کی موت ان کی تسبیح کی مدت کے ساتھ منسلک ہے، جب بھی ان کی تسبیح کےبیان کرنے کا زمانه اپنی انتها کو پہنچا تورب تعالی ان کی روح قبض کریگا۔
جبکہ ملک الموت کا اس میں کوئی کردار نهیں هوگا، لیکن جیسا که هم نے کها که یه حدیث موضوع هے علامه البانی رحمه الله نے السلسلة الضعیفه (188/4) میں اس حدیث کوموضوع کهاهے ۔
چنانچہ بعض علمانے کهاهے که: ملک الموت تمام مخلوقات کی ارواح (انسان وحیوانات) کوقبض کرتا ہے، بعض اهل علم نے کهاکه الله سبحانه وتعالی خود حیوانات کی ارواح قبض کرتا ہے، نه که موت کے فرشتے ۔
ملاحظه کریں: (التذکره للقرطبی صفحه (75)، (الفواکه الدوانی: 100/1)
شیخ ابن عثیمین اس مسئله پرانسان کو مکلّف نهیں سمجهتے ، اور اس میں بحث کرنے کو بے فائده سمجهتےهیں، جیساکه ان سے حیوانات کی روح قبض کرنے کے متعلق پوچها گیا تو انهوں نے جواب دیاکه: (آپ کا نظریه کیاهے؟ اگر آپ سے کهاجائے که ملک الموت حیوانات کی روح قبض کرنے پر مأمورهے یا نهیں ، اس کا کیا فائده هے؟ کیا صحابه کرام نے اس کے متعلق رسول الله صلی الله علیه وسلم سے سوال کیاتها، حالانکه وه دوسروں کی به نسبت بهت زیاده سیکهنے اور علم حاصل کرنے میں حریص تهے، اور رسول الله صلی الله علیه وسلم ان کے سوالوں کے جواب دینے میں سب زیاده دلچسپی رکهتے تهے اورجواب دینا اپنی ذمہ داری سمجهتے تهے، اس کے باوجود صحابه کرام نے ان سے کبهی بهی ایسا سوال نهیں کیا، جو کچھ رب تعالی اس بارے میں بیان فرماتے هیں وه یه هے : (قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ..) یعنی ملک الموت انسانون کی روح قبض کرنے پرمأمور هے، لیکن غیر انسانوں کی ارواح کے بارے میں کچھ بھی ثابت نهیں هے، اس کا علم صرف الله کو ہی ہے ۔
(لقاء الباب المفتوح: 146/ 11).

پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی رحلت:

نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی زندگی کے آخری روز جب آپ صلی الله علیه وسلم پر موت کی سختیاں آئیں، اور جب اسامهؓ آپ کے پاس آئے تو ، آپ صلی الله علیه وسلم بات نهیں کرسکتے تهے، صرف اپنے هاتهوں کو آسمان کی طرف اٹهاتے ، پهر اسامه پر رکهتے تهے، جب اسامه متوجه هوتے تو آپ صلی الله

(c) ketabton.com: The Digital Library

علیه وسلم ان کے کیلئے دعا فرماتے، عائشه رضی الله عنها پیارے پیغمبر کو اپنی آغوش میں لئےہوئے تھیں۔
اس دوران عبدالرحمن بن ابی بکر داخل ہوئے اس کے ھاتھ میں مسواک تھی، پیارے پیغمبر صلی الله علیه وسلم اس مسواک کودیکھ رهے تھے، حضرت عائشه رضی الله عنها نے پوچھا: مسواک لے لوں آپ کیلئے؟ آپ صلی الله علیه وسلم نے سرکے اشارے سے فرمایا: هاں ، حضرت عایشه رضی الله عنها نے اپنے بھائی سے مسواک لیکر خوب چبھائی اور نرم کرکه آپ کو دے دی ۔
پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے مسواک اپنے منه میں رکھی اور مسواک کرتے ہوئے اس جملے کو دوہراتے رہے: (فی الرفیق الاعلی) یعنی: میں پسند کرتاهوں که رفیق اعلی سے ملوں، اور اپنے دست مبارک کو پانی کے برتن میں جو ان کے پاس رکھا هوا تھا ب ڈبو رهے تھے اور اپنے چهره مبارک پرمل رهے تھے، اور فرماتے تھے : (لا اله الاالله ان للموت سکرات) لا اله الا الله ! سکرات موت بهت مشکل هیں.
جیسے هی مسواک کرنے سے فارغ هوئے اپنی انگلی گھرکی چھت کی طرف اٹھائی اور آپ کے لب مبارک حرکت کرنے لگے تو، حضرت عائشه رضی الله عنها توجه کے ساتھ سننے لگیں آپ صلی الله علیه وسلم فرمارہےتھے: (مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین، اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی، اللهم الرفیق الاعلی) ۔
(ان لوگوں کے ساتھ جن پرتو نے انعام فرمایاهے: انبیاء صدیقین ، شهدا اور صالحین! یا الله مجھے بخش دے اورمجھے اپنی رحمت میں شامل کر، اور مجھے رفیق اعلی سے ملادے، یا خدایا: رفیق اعلی) .
یہ آخری جملہ تین مرتبه آپ نے دوہرایا، اور آپ کے هاتھ ایک طرف کو گرگئے اور ر فیق اعلٰی سے جا ملے، (إنّا لله وإنّاالیه راجعون)
بخاری کتاب المغازی : (4437 و 4449) اورباب مرض النبی)
دوسری روایت میں هے که فرمایا: (یا الله ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما، (ترمذی : کتاب الجنائز حدیث : 978)
لیکن سکرات موت سے متعلق اوپروالی حدیث میں اشاره هوا که حضرت عائشه رضی الله عنها نے پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی آخری بات کو آخری دن میں نقل فرمایا کہ آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (لااله الاالله إنّ للموت سکرات) یعنی : لا اله الا الله موت کی بهت سختیاں هیں ۔

ملک الموت کا تیزی سے عمل کرنا:

بهت سے لوگ کبھی کبھی سوچتے هیں که کس طرح ملک الموت ایک وقت میں بہت سارے انسانوں کی روح قبض کرلیتا هے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

سب سے پھلے یه وضاحت کرنا چاھتاھوں که روح قبض کرنے والے فرشتے کیلئے (عزرائیل) نام درست نهیں ھے، اس کا اصل نام ملک الموت ہی استعمال کرنا چاہیے، اس لئے که عزرائیل کے نام سے قرآن عظیم اور نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی احادیث میں کهیں بهی ذکر نهیں هواھے .
بلکه یه نام اسرائیلیات میں سے لیاگیاھے بهتریه ھے که اسے چھوڑ دیاجائے، اور اس کے بجائے "ملک الموت" کا نام استعمال کیاجائے، اس لیئے که یه نام یعنی "ملک الموت" قرآن اور حدیث میں ذکر هواھے.
ثانیًا: خدا تعالی نے جو طاقتور اوربڑے فرشتے پیدا فرمائے هیں جیسے: ملک الموت، جبرئیل، میکائیل ، وغیره ان کو قوت وطاقت وسرعت ان کے کام کے مطابق عطا فرمائی ھے .
مجاهد رحمه الله فرماتے هیں:
زمین ایک تھال کی طرح ملک الموت کے سامنے رکھی گئی ہے، اس طرح که جب چاھے کسی بهی روح کو اس میں سےقبض کرلیتاھے، قرآن کریم میں روح کا قبض کرنا کبهی خداتعالی کی طرف بهی منسوب هواھے، جیسے آیت :
(اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِہَا) سورة الزمر: 42).
اور کبهی قبض ارواح کی نسبت فرشتوں کے طرف هوئی ھے، جیسے: (الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ۝۰ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ۝۰ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۳۲) سورة النحل)
وَہُوَالْقَاہِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَۃً۝۰ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا وَہُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۝۶۱) الانعام : 61)
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِہِمْ) سورة النساء : 97)
اور کبهی قبض روح کی نسبت ملک الموت کی طرف هوئی ھے جیسے آیت :
(قل یتوفاکم ملک الموت) سورة السجده : 11)
ان آیات کا یه معنی ھے که سب سے پهلے خدا انسانوں کو موت دیتاھے، اور اس کے حکم سے روح جسم سے خارج هوجاتی ھے .
ثانیاً : ملک الموت کو ایسے ساتھیوں کی مدد حاصل ھے فرشتوں میں سے جو ایک انسان کی موت کےابتدائی مراحل کی تیاری کرتے هیں، اس کے بعد ملک الموت روح کو جسم سے الگ کرتاھے، اور اپنی تحویل میں لیتاھے، پھر اس کو عذاب یا رحمت کے فرشتوں کے سپرد کردیتاھے، یهان تک کہ وہ روحیں عالم برزخ میں قیامت کے دن تک نعیم میں یا عذاب میں رہیں گی .
یهاں یه بات یاد رکهنی چاہیے کہ ہمیں یہ سوچنے کے بجائے کہ ملک الموت ایک وقت میں بہت ساری ارواح کیسے قبض کرتاہے ، ہمیں سوچنا چاہیے کہ موت کے وقت اعمال کیا ہونے چاہئیں .

(c) ketabton.com: The Digital Library

جنتیوں کے حالات:

جنت والے خوبصورت اوربهترین شکل وصورت کے ساتھ اپنے باب حضرت آدم علیه السلام کی شکل وصورت میں جنت میں داخل هونگے، اورکوئی شکل وصورت اتنی خوبصورت اور کامل نهیں هے، جس شکل وصورت کے ساتھ الله تعالی نے ابوالبشر کی تخلیق کی هے، خدانے حضرت آدم کو اپنے هاتھوں سے بنایاهے، اس کی تخلیق کی تکمیل فرماتے هوئے اس کو خوبصورت اندازمیں بنایا؛ چنانچہ جو کوئی بھی جنت میں داخل هو وه آدم کی صورت اور ان کےجسمانی ساخت میں هوگا۔

خدانے آدم کو بهت بلند قد کھجور کے درخت جیسا بنایاتھا، جس کا طول ساٹھ (60) گزتھا، صحیح مسلم میں حضرت ابوهریره رضی الله عنه سے روایت هے که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: خدانے آدم کو اپنی صورت میں پیدا فرمایاتھا، جس کے قد کی لمبائی ساٹھ (60) گز تھی؛ لہٰذا جو شخص بھی جنت میں داخل هوگا تو اس شکل وصورت میں داخل هوگا ، که اس کی لمبائی ساٹھ گز هوگی ۔

آدم علیه السلام کی تخلیق کے بعد انسانوں کےقد میں همیشه کمی هوتی رهی هے ۔

(صحیح مسلم : کتاب الجنة ، باب یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر : 2841)۔

جنتیوں کی صورتوں اورچهروں کی خوبصورتیوں میں سے ایک خوبصورتی یه هے که وه نوجوانوں کی طرح بغیر داڑھی کے هونگے، ایسا لگیگا که انهوں نے اپنی آنکھوں میں سرمه لگایا هواہے، اور وه تینتیس ساله (33) بن کر جنت میں داخل هونگے ۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت هے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : (یدخل اهل الجنة جردًا مردًا کأنهم مکحلون ابناء ثلاث وثلاثین)

اهل جنت اس طرح جنت میں داخل هونگے جیسے مجرد اور بغیر داڑھی کے (بے ریش) ایسے خوبصورت هونگے، جیسے آنکھوں میں سرمه لگائے ہوئےهوں، اور 33 سال کےهونگے ، (صحیح مسلم : 7928)

دوزخیوں کی صورتحال:

دوزخ والے بهت هی هولناک شکل وصورت میں موٹا فربه (جن کے حجم کی مقدار کا الله کے علاوه کوئی اندازه نهیں کرسکتا) دوزخ میں داخل هونگے ۔

حضرت ابوهریره سے ایک حدیث مروی هے (مابَینَ منکبی الکافر مسیرة ثلاثة أیام للراکب المسرع) صحیح مسلم : باب النار یدخلها الجبارون (2190/4)

یعنی قیامت کے دن کافر کا جسم اتنا بڑا هوگاکه ایک تیزگھوڑسوار تین دن میں اسکے دونوں شانوں کے بیچ کا فاصلے طے کرسکے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

کافر کے جسم کا حجم اس لئے بڑا ہوگا تاکہ اس کے عذاب میں اضافہ ہو ۔
امام نووی ان احادیث کی تشریح میں فرماتے ھیں:یہ سب اس لئے ھے کہ ان کی اذیت آخری حد کوپہنچ جائے ، یقیناً ان سب پر ایمان لاناواجب ھے، اس لئے کہ رسول صادق المصدوق صلی اللہ علیه وسلم نے اس کی خبر دی ھے، (شرح نووی مسلم : 186/17)
ابن کثیر ان احادیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ھیں : (لیکون ذلک انکی فی تعذیبهم، واعظم فی تعبهم ولهیبهم، کمال شدید العقاب : (لیذوقوا العذاب) (نهایة: لابن کثیر)
ان کے جسم کی یه بڑھوتری زیادہ عذاب چکھنے کے لئے ھے، جیساکه شدید العقاب والی ذات نے فرمایا: تاکه عذاب کوچکھیں)۔

قیامت کے دن بچوں کی حالت :

شرعی حکم یهی ھے که: جو مسلمان بچے سن بلوغت سے پهلے وفات پاچکے هیں ان کا ٹھکانه جنت هوگا ان شاء الله ، رب تعالی فرماتے هیں: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّـتُهُمْ بِـاِيْمَانٍ اَلْحَـقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۝۲۱ سورة الطور : 21)
جولوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ان کی پیروی کرتے هوئے ایمان لائی، جنت میں ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملائیں گے، (تاکه اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں پائیں اور ان سے محبت کا اظهار کرکےفرحت محسوس کریں)، بغیر اس کے که هم ان کے عمل سے بچوں کو دے دیں، یا اس وجه سے ان کے بچوں کی نیکیوں میں اضافه کردیں، یا اس واسطے سے ان کے گناهوں کوختم کردیں، کیونکه هرشخص اپنے عمل کا گروی هوگا جو اس نے کیاهے
حضرت علی رضی الله عنه نے آیت: (كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝۳۸) (سورة مدثر: 38)سے مسلمان بچوں کے جنتی هونے کا استدلال کیا ھے، اس لئے که ان بچوں نے ایسا کوئی عمل نهیں کیا جس کی ان سے بازپرس هو ۔
امام بخاری رحمه الله نے اس عنوان کے تحت مستقل باب قائم کیاہے (فضل من مات له ولد فاحتسب) ، اور حضرت انس رضی الله عنه کی حدیث مندرجه ذیل تشریح کے ساتھ پیش کی ھے که نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (مامن الناس مسلم یتوفی له ثلاث لم یبلغ الحنث الا أدخله الله الجنة بفضل رحمته ایاهم) جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت هوجائیں تو خدا اسے اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائیگا۔
امام احمد رحمه الله نے معاویه بن صریم کی بیٹی خنساء سے بسند صحیح روایت کیا ھے وه اپنے چچاسے روایت کرتی ہیں ، وه کهتے هیں کہ: میں نے نبی کریم صلی الله علیه وسلم سے پوچھا: اے الله کے رسول! جنت میں کون جائے گا ؟ آپ نے فرمایا (النبی فی الجنة والشهید فی الجنة ، والمولود فی الجنة) (فتح الباری : 246/3)

(c) ketabton.com: The Digital Library

انبیاء ، شهداء ، نوزائده (نابالغ بچے جنت میں هونگے)، امام مسلم اور امام احمدرحمہماالله اپنی اپنی مسند میں حضرت ابو هریره رضی الله عنه سے روایت کرتے هیں که پیغمبر کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "صغارهم دعامیص الجنة، یتلقی أحدهم أباه أو قال أبویه، فیأخذ بثوبه او قال بیده کما آخذ أنا بصنفة ثوبک هذا، فلا یتناهی ، أوقال: فلا ینتهی حتی یدخله الله ، إیاه الجنة)

مسلمان بچے جنت والوں کے خدمت گار هونگے ، وه بچے اپنے والد یا والده کو دیکھ کر اس کا دامن یا ہاتھ پکڑ لیں گے، جیسا ابھی میں نے تمہارے کپڑے کا کونا پکڑاہے، اس کا نتیجه یه هوگا که الله تعالی اس بچے اور اس کے والدین کو جنت میں داخل کردے گا ۔

قیامت کے دن کفار ومشرکین کے بچوں کی حالت

امام بخاری نے اس عنوان کے تحت (ماقیل فی اولاد المشرکین) باب باندها هے، اور ابن عباس رضی الله عنه کی روایت ذکر کی هے: سُئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اولاد المشرکین، فقال: الله اذا خلقهم اعلم بما کانوا عاملین).

مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں آپ صلی الله علیه وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کی تخلیق کے وقت ہی الله تعالٰی کو معلوم تھا که یه کیا عمل کرینگے۔

حضرت ابوهریرة رضی الله عنہ روایت کرتے هیں که نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (کل مولودٍ یولد علی الفطرة ، فأبواه یهوّدانه او ینصرانه او یمجسانه کمثل البهیمة، تنتج البهیمة هل فیها جدعًا؟) .

هربچه دنیا میں فطرت سالم پرآتاهے، اس کے ماں باپ اسے یهودی ، مسیحی یا مجوسی بناتے هیں، ایک حیوان سے حیوان پیدا هوتاهے، کیا آپ نے ان میں سے کسی حیوان کے بچے کو دیکھا جوکان کٹا پید ہواہو؟ (بخاری کتاب الجنائز ، فتح الباری 3/296)

ابن حجر کے مطابق امام بخاری رحمہ الله ان احادیث کو نقل کرکے اس بات کی طرف اشاره کرتے هیں که وه اس مسئلے میں اپنی ذاتی رائے کا اظهار نهیں کررہے، بلکہ سوره الروم کی تفسیر کے بعد ان کے جنتی هونے کا فیصله کن طور پر اظهار کررہے هیں ، انهوں نے اس باب کی احادیث کو اس طرح ترتیب دیاهے که خود مشرکین کے بچوں کےجنتی هونے پر دلالت کرتی هیں، اس لئے که امام بخاری رحمہ الله نے پہلےدلالت کرنے والی احادیث پرتوقف کیا پھر ان کے جنتی هونے پر جو مرحج احادیث ہیں وه لائے ہیں ، اور آخر میں ایسی احادیث بیان کی هیں، جو ان کے جنتی هونے کو یقینی بناتی هے۔

انهوں نے درج ذیل حدیث بیان کی ہے:

"وأما الوالدان الذین حوله فکل مولود یولد علی الفطرة ، فقال بعض المسلمین: واولادالمشرکین؟ فقال : واولاد المشرکین" اور وه والدین جن کےان کے آس پاس

(c) ketabton.com: The Digital Library

هیں، چنانچه هربچه پاکیزه فطرت کے ساتھ پیدا هوتاهے، مسلمانوں میں سے بعض نے پوچھا: کیا وهاں مشرکوں کی اولاد هیں ؟ فرمایا: جی هاں .
ابن حجر فرماتے هیں: ابویعلی نے جو حدیث انس سے مرفوع سند کے ساتھ روایت کی هے وه حدیث امام بخاری کے موقف کی تأیید کرتی ہے۔
(سألت ربی اللاهين من ذرية البشر ان لايعذ بهم فاعطانيهم) رسول الله صلى الله عليه وسلم فرماتے هیں: میں نے اپنے پروردگارسے دعاکی که مشرکین کے نابالغ بچوں کو عذاب نه دے، پروردگارنے میری دعا قبول کرلی .
(اللاهين) ابن عباس کی تفسیر کے مطابق چھوٹے بچے هیں، اسی طرح مشرکین کے بچوں کی جنتی هونے پر درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیاگیاهے : (اطفال المشركين خدم اهل الجنة) (سلسلة الاحاديث الصحيحة : 1468)
مشرکین کے بچے اهل جنت کے خدمت کرنے والے هونگے .
یه نظریه که مشرکین کی اولاد جنت میں هوگی بهت سارے علماء کی رائے هے:
جیسے أبی الفرج بن جوزی ،اورامام نووی اس باره میں فرماتے هیں که : وهوالمذهب الصحيح المختار الذی ذهب اليه المحققون لقوله تعالى: (وماكُنّا معذبين حتى نبعث رسولا) اسراء : 15)
جوصحیح اور پسندیده مذهب یا رائے جسےمحققین نے بھی اپنایاهے، وه یه هے که : مشرکین کی اولاد جنت میں داخل هوگی، اس لئے که رب تعالی نے فرمایا ہےکه: جب تک هم کسی قوم میں پیغمبر نهیں بهیجتے ان کو عذاب نهیں کرتے۔

قیامت کے دن دیوانوں کا حال

آخرمیں چاهتاهوں که مجنون اوردیوانے کی حالت کے بارے میں اوران لوگوں کے بارے میں بتادوں جن کو آپ ﷺ کی رسالت نهیں پهنچی ان کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کردوں:
شیخ ناصرالدین البانی اپنی کتاب "قرآن کریم کی تفسیر کیسے کریں" میں لکھتے هیں : ان کے ساتھ قیامت کو خصوصی برتاؤ هوگا، وه اس طرح که الله تعالی ایک رسول ان کی طرف بهیجدیگا تاکه ان کو آزمائے، جیساکه لوگ دنیا کی زندگی میں آزمائے جاتے هیں۔
چنانچه جس نے قیامت کے میدان میں اسے قبول کیا، اور فرمانبردار بنا، اسے جنت میں بھیج دیا جائیگا، اور جس نے نافرمانی کی اور قبول نهیں کیا وه دوزخ میں جائیگا.(سلسلة الاحاديث الصحيحة : 24689)

اس کی تفصیل یوں بیان هوئی ہے:

(اربعة يحتجون يوم القيامة ، رجل أصم لايسمع، ورجلٌ هرم، ورجل أحمق ، ورجل مات فی الفترة ، وفيه : فيأخذ مواثيقهم ليطيعنه فيرسل إليهم رسول أن ادخلوا

(c) ketabton.com: The Digital Library

النار، فوالذی نفسی بیده لودخلوها لکانت علیهم بردًا وسلاماً " ثم رواه عن أبی هریرة وقال فی آخره: فمن دخلها کانت علیه بردًا وسلامًا، ومن لم یدخلها رد الیها" (مسنداما احمد، صحیح جامع الصغیر البانی)

قیامت میں چار آدمیوں کی حالت:

(1) بھرا جو نہیں سنتا (2) بوڑھا آدمی ، (4) اور بے وقوف آدمی ، جس آدمی کی عقل نہ ہو احمق (4) اور وہ جو فترہ میں فوت ہوا (اللہ کے پیغمبروں کی دعوت ورسالت سے بے خبر ہو دعوت نہ پہنچی ہو یا دو پیغمبروں کے درمیان کے وقفے میں تھا کہ جب کسی نبی کی دعوت اور دین نہیں تھا)

اللہ ان سے اپنی اطاعت کا عهد لے گا، ان کے پاس ایک قاصد بھیج دیگا وہ قاصد ان سے کہے گا آگ میں داخل هوجاؤ، قسم هے اس ذات کی جس کے هاتھ میں میری جان ہے ، اگر اس میں داخل هوجائیں تو ان کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی هوگی، پھراسے ابوهریره سے روایت کرتےهیں ، اور حدیث کے آخرمیں کهتے هیں که : جوبھی اس آگ میں داخل هوگا وہ اس کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی، اور جو داخل نہیں هوگا، اسے جہنم میں داخل کردیاجائےگا۔

محمد بن یحی اور بزار نے عطیه العوفی کے ذریعے ابوسعید خدری سے روایت کیا هے: که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (الهالک فی الفترة والمعتوه والمولود یقول الهالک فی الفترة لم یأتنی کتاب، ویقول المعتوه: رب لم تجعل لی عقلاً اعقل به خیرًا ولاشرًا ویقول المولود: رب لم أدرک العقل ، فترفع لهم نار فیقال لهم: ردوها، قال : فیردها من کان فی علم الله سعیدًا لو أدرک العمل ، ویمسک عنها من کان فی علم الله شقیًا لوأدرک العمل فیقول إیای عصیتم، فکیف لو أن رسلی أتتکم وفی روایة البزار: فکیف برسلی بالغیب قال البزار لایعرف إلا من طریق علطیة عنه) .

ترجمہ: جوحالت فتره میں وفات پاجائے یا پاگل اور نومولود:

پهلا کہے گا : که دعوت ورسالت مجھ تک نہیں پهنچی، کوئی پیغام مجھے نہیں ملا۔

اور پاگل کهے گا: اے پروردگار ! مجھے تونےعقل کے زیور سے آراسته نہیں کیا تها که میں اس کے ذریعے برائی اور بهلائی کو سمجھتا۔

اور نومولود کهے گا: اے میرے رب ! میں عقل نہیں رکھتاتها، نا سمجھ تها ۔

پهر ان کے لیے آگ تیارکی جائے گی، اور ان سے کهاجائیگا که اس میں داخل هوجاؤ،

اس آگ میں وہ شخص داخل هوجائے گا جو الله کےعلم میں نیک عمل کر نے والا تها ، اگر اسےعمل کا موقع ملاهوتا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور وہ شخص اس سے رک جائے گا جو الله کے علم میں بدبخت اور برے عمل کرنے والا تھا ، اگر اسے عمل کا موقع ملا هوتا۔
پھر الله تعالی فرمائے گا تم نے میری نافرمانی کی ، تو اگر میرے رسول تمهارے پاس آتے تو تم اس وقت کیا کرتے ؟ حالانکہ وہ میرے بارے میں بالغیب تباتے ، (جبکہ میں سامنے ہوں اور تم نے میری بات نہیں مانی) بزار کهتے هیں یه حدیث صرف عطیه کی سند سے هے، کسی اور روایت سے مذکور نهیں هے ۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله الکریم

ترجمه وتفسیر «سورة النازعات»

تتبع ونگارش: امین الدین « سعیدی - سعید افغانی »
مدیر مرکز مطالعات ستراتیژیکی افغان
ومسؤل مرکزفرهنگی د حق لاره- جرمنی
ادرس: saidafghani@hotmail.com

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library